افتتاحی تقریر جلسہ سالانہ ۱۹۴۲ء

از

سیدنا حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد

خلیفۃ المسیح الثانی

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

افتتاحی تقریر جلسہ سالانہ ۱۹۴۲ء

(تقریر فرمودہ ۲۵ دسمبر ۱۹۴۲ء برموقع جلسہ سالانہ)

تشہّد، تعوّذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:-

مَیں اللہ تعالیٰ کا شکریہ ادا نہیں کرسکتا اِس امر پر کہ اُس نے باوجود ہماری کوششوں کی کوتاہی اور ہماری تدابیر کی خامیوں کے جماعت احمدیہ کی روز افزوں ترقی کا سلسلہ اِس سال بھی اپنے فضل وکرم سے جاری رکھا اور زندہ جماعتوں کی طرح آج جبکہ ہم پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشاد کے ماتحت اسلام کی خدمت کے لئے جمع ہوئے ہیں اللہ تعالیٰ کی سنتِ قدیمہ کے مطابق ہماری جماعت کی تعداد اُس سے زیادہ ہے جتنی کہ پچھلے سال تھی۔ کئی نئی بستیاں اور نئے علاقے خدا تعالیٰ نے احمدیت کے لئے فتح کئے ہیں اور جہاں پہلے احمدیت کا کوئی نام لیوا نہ تھا اب وہاں احمدیت پر ایمان رکھنے والے لوگ موجود ہیں اور جب تک اللہ تعالیٰ کا فضل رہے گا یہ سلسلہ جاری رہے گا اور جماعت کی روز افزوں ترقی ہوتی چلی جائے گی۔ ہماری کوششیں تو محض رسمی طور پر اپنی عقیدت کا اظہار ہوتی ہیں ورنہ نتائج تو صرف اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہی ظاہر ہو رہے ہیں ہمیں صرف اِس بات کی ضرورت ہے کہ ہم اُن وعدوں پر یقین کرلیں جو خدا تعالیٰ نے احمدیت کے متعلق فرمائے ہیں۔ ان وعدوں پر یقین کرلینے سے ہمارے کام اور ہمارے عزم میں آپ ہی آپ ایک نمایاں فرق پیدا ہوتا چلا جائے گا۔ چین کا مصلح جسے ہم قرآن کریم کی اجمالی تعلیم کی روشنی میں نبی سمجھتے ہیں مجھے اُس کا ایک فقرہ بتغیّرِ الفاظ احمدی جماعت کے لئے ایک مشعلِ راہ معلوم ہوتا ہے کسی نے کنفیوشس سے پوچھا کہ آپ سب سے زیادہ اہم مقصد اپنے سامنے کیا رکھتے ہیں؟ انہوں نے کہا ناموں کی طرف توجہ دلانا۔ پوچھنے والے نے کہا اِس میں

اہمیت کی کونسی بات ہے؟ انہوں نے کہا ساری اہمیت اِسی میں ہے اگر دنیا میں بادشاہ اپنے نام ''بادشاہ'' کو یاد رکھیں اور رعایا اپنے نام ''رعایا'' کو یاد رکھے، باپ اِس بات کو یاد رکھے کہ وہ باپ کہلاتا ہے اور بیٹا اِس بات کو یاد رکھے کہ اُس کا نام بیٹا ہے، اُستاد اِس بات کو یاد رکھے کہ میرا نام اُستاد ہے اور شاگرد اِس بات کو یاد رکھے کہ اُس کا نام شاگرد ہے تو یقیناً دنیا کی اصلاح ہوجائے گی۔ساری خرابی اِسی وجہ سے پیدا ہوئی ہے کہ بادشاہ اپنے آپ کو بادشاہ نہیں سمجھتا بلکہ ڈاکو خیال کرتا ہے اور رعایا اپنے آپ کو رعایا نہیں سمجھتی بلکہ باغی خیال کرتی ہے، باپ اپنے آپ کو باپ نہیں سمجھتا بلکہ مستغنی سمجھتا ہے اور اولاد اپنے آپ کو اولاد نہیں سمجھتی بلکہ آزاد جماعت خیال کرتی ہے۔میرا بھی یہ خیال ہے کہ ہماری جماعت کی ساری ترقی کی جڑ اِس بات سے تعلق رکھتی ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کے وعدوں کو یاد رکھیں، ہمیں کسی نئے مقصد کو معلوم کرنے کی ضرورت نہیں، ہمیں کسی نئے مقصد کو دریافت کرنے کی ضرورت نہیں۔وہ سارے مقاصد جو ہمیں مدنظر رکھنے چاہئیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الہامات میں بیان ہو چکے ہیں اور خدا تعالیٰ نے کھول کھول کر بیان کر دیا ہے کہ ہمارا کیا مقصد ہے۔اب اگر ہم مثلاً کوئی جلسہ کریں جس میں تبلیغ کے مسئلہ پر غور کریں اور اس غرض کے لئے کوئی ایک میدان تجویز کرلیں تو یہ بالکل فضول بات ہوگی کیونکہ خدا تعالیٰ نے اِس مقصد کو ہمارے سامنے پہلے ہی رکھا ہوا ہے اور پہلے سے اُس نے کہہ دیا ہے کہ:- ''میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا۔'' [1]

پس مقصد ہمارے سامنے موجود ہے کوئی خاص علاقہ یا کوئی خاص مُلک تبلیغ کے لئے تجویز کرنے کا سوال نہیں خدا تعالیٰ نے ہمارا یہ مقصد قرار دیا ہے کہ ہم دنیا کے کِناروں تک اسلام اور احمدیت کی تبلیغ پہنچائیں۔اسی طرح اور تمام مقاصد جو اِس وقت ہمارے سامنے ہیں وہ سارے کے سارے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الہامات میں اُن اعلیٰ مقامات تک بیان کر دیئے گئے ہیں جن تک کسی زمانہ میں جماعت احمدیہ پہنچے گی۔مثلاً تبلیغ کا ایک پہلو تو یہ بیان فرمایا کہ ''میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا'' اور دوسری طرف یہ بیان فرمایا کہ ''بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے۔'' [2]

گویا پہلے الہام میں تو تبلیغ کے علاقہ کی وُسعت کا ذکر کیا اور دوسرے الہام میں ارتفاعِ مدارج کا ذکر کر دیا یعنی احمدیت کی تبلیغ گرد وپیش تک ہی محدود نہیں رہنی چاہئے بلکہ ساری دنیا میں ہونی چاہئے نیز صرف غرباء اور عوام میں ہی نہیں ہونی چاہئے بلکہ نڈر ہو کر بادشاہوں کو تبلیغ کرنی

چاہئے کیونکہ اگر انہیں تبلیغ نہیں ہوگی تو وہ احمدی کس طرح ہوں گے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کپڑوں سے برکت کس طرح ڈھونڈیں گے تو یہ سارے مقاصد حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الہامات میں بیان کر دیئے گئے ہیں۔ اگر ان مقاصد پر ہمیں یقین ہو تو ہمارے اندر ایسی گرمی اور ایسا جوش پیدا ہو جائے جو اُن ساری غفلتوں اور سُستیوں کو دُور کر دے جو جماعت کے ایک حصہ میں پائی جاتی ہیں۔ دنیا میں ہمیں یہ ایک عام قاعدہ دکھائی دیتا ہے کہ جتنا بڑا کام ہو اُتنی ہی انسان اُس کے لئے جدوجہد اور محنت کرتا ہے اور اگر کوئی بڑا مقصد سامنے نہ ہو تو چُست تو کام کرتے رہتے ہیں سُست نہیں کرتے۔ پس یہ یقینی بات ہے کہ اگر بڑا مقصد سامنے ہوگا تو اِس کے لحاظ سے ہر شخص کے اندر خواہ وہ کس قدر سُست کیوں نہ ہو کچھ نہ کچھ گرمی پیدا ہو جائے گی۔ ایک سُست الوجود بعض دفعہ گھنٹوں چارپائی پر لیٹا رہتا ہے سو کر اُٹھتا ہے تو پاخانہ پیشاب کے لئے بھی لیت ولعل کرتا رہتا ہے اُس کے عزیز اور رشتہ دار بار بار کہتے ہیں اُٹھو دیر ہو رہی ہے ہاتھ منہ دھو کر ناشتہ کر لو مگر وہ جلدی اُٹھنے کا نام نہیں لیتا اور گھنٹہ ڈیڑھ گھنٹہ لگا دیتا ہے لیکن جب ریل کے سٹیشن پر وہی سُست انسان کھڑا ہو تو اس وقت وہ ایسی سُستی نہیں دکھاتا۔ بے شک یہ تو ہو جائے گا کہ چُست آدمی سٹیشن پر پہلے پہنچ جائیں اور یہ بعد میں پہنچے مگر یہاں وہ گھنٹہ ڈیڑھ گھنٹہ کی دیر نہیں لگائے گا کیونکہ وہ جانتا ہے کہ یہاں گھنٹہ ڈیڑھ گھنٹہ کی دیر مُہلک ہے منٹ دو منٹ کی سُستی تو وہ ضرور کرے گا مگر زیادہ نہیں کیونکہ اُس کے مقصد میں فرق پیدا ہو گیا ہے۔ تو اگر مقاصدِ عالیہ ہماری جماعت کے سامنے ہوں تو جو لوگ سُست ہیں اُن میں بھی نسبتی طور پر چُستی پیدا ہو جائے گی اور جو چُست ہیں وہ پہلے سے بھی زیادہ چُست ہو جائیں گے۔

پس ہمارے لئے ضروری ہے کہ ہم جب بھی کسی اجتماع میں شامل ہوں ہماری توجہ کا مرکز خصوصیت کے ساتھ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الہامات ہوں اور وہ مقاصد ہوں جو خدا تعالیٰ نے ہمارے لئے تجویز کئے ہیں۔ اگر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الہامات کو ہماری جماعت اپنے سامنے رکھے تو ہم میں سے ہر شخص کے دل میں اندھا دُھند نہیں جیسے جاہلوں کا ایمان ہوتا ہے بلکہ عَلٰی وَجْهِ الْبَصِیْرَتْ یہ ایمان پیدا ہو جائے کہ یورپ میں اِس وقت جو جنگ ہو رہی ہے وہ دنیا کے مستقبل کا فیصلہ نہیں کرے گی بلکہ دنیا کا آئندہ فیصلہ اِس اجتماع پر ہوگا جو اِس میدان میں ہو رہا ہے۔ ہمارے نزدیک تو وہ ایک کھیل کھیل رہے ہیں وہ جتنی تلواریں چلائیں، جتنی بندوقیں اور توپیں چلائیں، جتنے طیارے بنائیں اور جس قدر بم پھینکیں سب ایک

کھیل کی حیثیت رکھتے ہیں اور اِس کی مثال اِس سے زیادہ نہیں جیسے کوئی عظیم الشان عمارت یا بہت بڑا محل بننے والا ہو تو اُس کے ایک کونہ میں پاخانے کا کوئی حصہ بنایا جارہا ہو اِس سے زیادہ موجودہ جنگ کی کوئی حقیقت نہیں ان کی سب کوششیں دھری کی دھری رہ جائیں گی اور یہ انقلابات اُس انقلاب کے مقابلہ میں رہیں گے ہی نہیں جو خدا تعالیٰ کے مدنظر ہے۔ اگر یہ چیز ہماری جماعت کے دوستوں کے مدنظر رہے تو یقیناً ان میں ایسی حِس پیدا ہو جائے کہ اِن کے سُست بھی چُست ہو جائیں پس اِن مقاصد کو اپنے سامنے رکھتے ہوئے ہمارے مقرروں کو چاہئے کہ وہ تقریریں کریں اور ان ہی مقاصد کو اپنے سامنے رکھتے ہوئے سامعین کو چاہئے کہ ان تقریروں کو سُنیں اور یہ بات ہر وقت ذہن میں رہے کہ ہمارے سامنے وہ مقاصد نہیں جو ہم نے تجویز کرنے ہیں بلکہ ہمارے سامنے وہ مقاصد ہیں جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الہامات میں خدا تعالیٰ نے پہلے سے بتائے ہوئے ہیں ان مقاصد میں کوئی تبدیلی ممکن نہیں اور اگر کوئی شخص ان مقاصد کے حصول کے لئے جدوجہد نہیں کرے گا تو خدا اُسے ابتلاؤں اور امتحانات کے ذریعہ مجبور کرے گا کہ وہ اِن مقاصد کے حصول کے لئے جدوجہد کرے۔ جب آقا اپنے کسی خادم کو چھت پر چڑھانا چاہتا ہو اور خادم کسی ایک سیڑھی پر جا کر بیٹھ رہے تو اُس کا آقا اُسے مار کر کہتا ہے کہ اُٹھ اور اوپر چڑھ پھر اگر وہ کسی اور سیڑھی پر بیٹھ جائے تو پھر اُس کا آقا اُسے مارتا ہے اور کہتا ہے اُٹھ اور اوپر چڑھ اِسی طرح خدا تعالیٰ ہمیں چھت پر لے جانا چاہتا ہے اگر کوئی شخص راستہ میں ہی بیٹھ رہے گا تو خدا تعالیٰ اُسے ٹھوکر مار کر کہے گا کہ اُٹھ اور آگے چل۔ وہ چاہے اِس کا نام ابتلاء رکھے چاہے امتحان رکھے، چاہے مصیبت اور تکلیف رکھے بہرحال یہ ابتلاء آتے چلے جائیں گے جب تک کہ وہ اوپر نہ چڑھ جائے۔

اِس نصیحت کے بعد اب میں دوستوں سے کہتا ہوں کہ ہماری خواہش اور نصیحتیں سب بےکار ہیں جب تک اللہ تعالیٰ کی مدد اور اُس کی نصرت شاملِ حال نہ ہو پس آؤ ہم اللہ تعالیٰ سے دعا کریں کہ ہم چھوٹے چھوٹے ذہنی مقاصد کو بُھول جائیں اور اُن عظیم الشان مقاصد کو اپنے سامنے رکھیں جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر اللہ تعالیٰ نے ظاہر فرمائے ہیں اور جن کا آج سے پچاس ساٹھ سال پہلے دنیا میں اعلان ہو چکا ہے۔ مقرر تو وہ روزِ ازل سے ہی تھے ابھی آدم بھی پیدا نہیں ہؤا تھا کہ خدا تعالیٰ نے آسمان پر یہ فیصلہ کر دیا تھا کہ ایک زمانہ میں جماعت احمدیہ پیدا ہوگی اور اُس کے ذمہ یہ یہ کام ہوں گے مگر اِس کا اعلان آج سے پچاس ساٹھ سال پہلے ہؤا پس

آؤ ہم دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں ایسی توفیق عطا فرمائے کہ ہم اِن مقاصد کو ہمیشہ اپنے سامنے رکھیں اور پھر اِن مقاصد کے مطابق عمل کرتے چلے جائیں۔ اِسی طرح دعاؤں میں اُن دوستوں کو بھی مدنظر رکھیں جن کے دل جلسہ سالانہ میں شامل ہونے کے لئے تڑپ رہے ہیں مگر وہ جنگ کی وجہ سے کسی دُور دراز مُلک میں ہیں اور اِس وجہ سے وہ جلسہ میں شریک نہیں ہوسکے یا جنگی قیدی ہیں یا بیمار اور کمزور اور بوڑھے ہیں یا اُن کی مالی حالت ایسی نہیں تھی کہ وہ جلسہ میں آسکتے۔ یا مالی حالت اچھی تھی مگر انہیں چھٹیاں نہیں ملیں۔ ان تمام لوگوں کے لئے جن کے دل میں تڑپ تھی، آرزو تھی اور خواہش تھی کہ وہ قادیان پہنچیں مگر مجبوریوں کی وجہ سے وہ اپنی خواہش کو پورا نہیں کرسکے۔ دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اِس صدمہ کے بدلہ میں اُنہیں بہتر سے بہتر انعام دے اور اپنی نعمتوں سے اُن کے گھروں کو بھر دے تا کہ ان کے دلوں کو جو زخم پہنچا ہے اُس کے لئے تسکین کا سامان ہوجائے۔ پھر ان لوگوں کے لئے بھی دعا کریں جن کو یہاں آنے کی توفیق تو تھی مگر وہ نہیں آئے کہ اللہ تعالیٰ اُن کی سُستی اور غفلت کو دور کرے اور اُنہیں توفیق عطا فرمائے کہ وہ آئندہ کسی نیکی کے کام سے پیچھے نہ رہیں۔ اِسی طرح اُن لوگوں کے لئے بھی دعا کریں جن کے دلوں میں یہاں آنے کی خواہش ہی نہیں وہ علم رکھتے ہوئے ہم سے بُغض رکھتے اور ہماری عداوت اور دشمنی میں حد سے بڑھے ہوئے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے ان کی آنکھیں کھول دے تا کہ وہ بھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت میں شامل ہوجائیں اور اِس حقانیت کے پھیلانے میں حصہ لیں جس حقانیت کے پھیلانے کی خدا تعالیٰ ہمیں توفیق دے رہا ہے اور ہمارے ہم دوش ہوکر وہ بھی شیطان کا مقابلہ کریں۔ پھر ان لوگوں کے لئے بھی دعا کریں جو قادیان میں رہنے والے ہیں اور جن پر مہمانوں کی خدمت کا بہت بڑا بوجھ ہے آجکل سردیوں اور بیماریوں کے دن ہیں مگر باوجود اِس کے بعض لوگ بیماری کی حالت میں بھی کام کررہے ہیں اور جس طرح باہر کے لوگ تکلیفیں اُٹھاتے ہیں اِسی طرح دیکھا گیا ہے کہ جلسہ سالانہ کے بعد قادیان کے رہنے والوں میں سے بہت سے بیمار ہوجاتے ہیں پس دوست اِن کے لئے بھی دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اُنہیں پوری طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مہمانوں کی خدمت کی توفیق دے اور ہر قسم کے بداثرات سے جو اِن بیماریوں اور سردیوں کے دنوں میں ان کی صحت پر پڑ سکتے ہیں محفوظ رکھے۔ اسی طرح دوست دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ دنیا میں ایسے تغیرات رونما فرمائے کہ جن کے نتیجہ میں اسلام اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کا اظہار ہو اور پھر خدا اسلام کی بادشاہت کو

اسی طرح بلکہ اس سے بھی زیادہ شان وشوکت کے ساتھ قائم کردے جس طرح وہ آج سے ساڑھے تیرہ سَو سال پہلے قائم تھی اور وہ علوم جو پہلے زمانہ کے مناسبِ حال نہ ہونے کی وجہ سے قرآن کریم میں مخفی کر دیئے گئے تھے خدا تعالیٰ ہماری جماعت کو توفیق دے کہ ہم اُن کو ظاہر کریں اور قرآنی علوم کا وہ حصہ جو اِس زمانہ کے لئے ہے اُسے پھیلانے اور علوم کے اس خزانے سے لوگوں کو آگاہ کرنے کی طاقت دے۔ تا کہ وہ حصے جن کو پہلے لوگ روشن اور اُجاگر نہیں کر سکے تھے احمدیت کے ذریعہ پھر اُجاگر اور روشن ہو جائیں اور دنیا اِس بات کو تسلیم کرے کہ اس مالک وخالق خدا کے سِوا اور کوئی خدا نہیں جسے اسلام نے پیش کیا ہے اور اس ذاتِ بابرکات کے سِوا جو عرب میں ظاہر ہوئے اور جس کا نام محمد تھا صلی اللہ علیہ وسلم دنیا کی راہنمائی کرنے والا اور کوئی رسول نہیں اور اُس کے خادم اور غلام حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سِوا اُس کے پیغام کو پہنچانے والا اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی وساطت سے لوگوں کو خدا سے ملانے والا اور کوئی نہیں۔ پس آؤ ہم دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ یہ سب کام اپنے فضل سے کر دے اور ہماری حقیر اور ذلیل کوششوں کو وہ معزز اور برکت والا بنا دے۔ اَللّٰھُمَّ اٰمِیْنَ (الفضل ۱۵؍جنوری ۱۹۴۳ء)

۱؎ تذکرہ صفحہ ۳۱۲۔ ایڈیشن چہارم

۲؎ تذکرہ صفحہ ۱۰۔ ایڈیشن چہارم